174778 ـ جرمن عدالت سے طلاق اور حق پرورش حاصل کر لیا تو کیا یہ جائز ہے ؟

سوال

میری ایک ترکش سہیلی کی اپنے خاوند کے ساتھ بہت مشکلات رہیں اور اس نے اکٹھے رہنے کے لیے بہت کچھ کیا لیکن بالآخر اس سے طلاق لینے میں ہی بہتری محسوس کی اور جرمن عدالت کے ذریعہ طلاق حاصل کی جرمن عدالت میں شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کیے جاتے، اس کا ایک بچہ بھی ہے بچے کے حقوق کے لیے بھی اس نے جرمن عدالت سے معاونت حاصل کی.

خاوند اب بچے کو مخصوص اوقات میں ہی دیکھ اور مل سکتا ہے، پھر اسے ماں کے سپرد کرنا ہوگا، برائے مہربانی مجھے بتائیں کہ اس میں شرعی حکم کیا ہوگا، کیا اس کے لیے اس طریقہ سے طلاق حاصل کرنا جائز ہے ؟

اور بیٹے کے بارہ میں کیا ہے، جب میں نے اسے بتایا کہ اسلام میں تو یہ ہے کہ بیٹا اپنے باپ کے ساتھ ہوگا، تو اس نے جواب دیا کہ باپ اس کا اہل نہیں کہ وہ اسے اسلامی طریقہ کے مطابق تعلیم دے سکے، مجھے یہ بتائیں کہ میں اس عورت کو کیا بتاؤں، برائے مہربانی میرے سوال کا جواب دیں تا کہ میں اس عورت کو نصیحت کر سکوں اور اسے کچھ بتا سکوں، اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے.

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

کسی بھی عورت کے لیے بغیر کسی ایسے عذر کے طلاق طلب کرنا جائز نہیں جو اس کے لیے طلاق کو مباح کرتا مثلا سوء مباشرت؛ کیونکہ ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ میں ثوبان رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جس عورت نے بھی بغیر کسی سبب کے اپنے خاوند سے طلاق طلب کی اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے "

سنن ترمذی حدیث نمبر (1187) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2055) سنن ابو داود حدیث نمبر (2226) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اس لیے اگر کوئی عذر پایا جاتا ہو تو خاوند سے طلاق طلب کرنا جائز ہے، اور اگر خاوند طلاق دینے سے انکار کرتا ہے تو عورت اپنا مقدمہ شرعی قاضی کے پاس پیش کرے، اور اگر شرعی قاضی نہیں تو یہ معاملہ اسے اپنے ملک اور

علاقے کے اسلامك سینٹر میں پیش کرنا چاہیے.

دوم:

جب خاوند کے ذریعہ یا پھر اسلامك سینٹر کے ذریعہ اسے طلاق ہو جائے تو اس کی ان عدالتوں سے توثیق اور تصدیق کروانا جائز ہے جو شریعت اسلامی کے مطابق فیصلہ نہیں کرتیں.

لیکن اگر خاوند طلاق دینے سے انکار کر دے اور علاقائی غیر اسلامی عدالت اسے طلاق دے دے تو یہ طلاق واقع نہیں ہوگی؛ کیونکہ کافر جج کی دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی.

فقہاء کرام اس پر متفق ہیں کہ مسلمانوں کے مابین فیصلہ کرنے والے قاضی اور جج کا مسلمان ہونا شرط ہے؛ کیونکہ قضاء ایك قسم کی ولایۃ ہے اور کوئی بھی کافر شخص کسی مسلمان کا ولی نہیں بن سکتا.

سوال نمبر (127179) کے جواب میں اس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے، اس میں ہم نے بیان کیا ہے کہ اگر عورت کو کسی کافر عدالت سے طلاق حاصل ہو جائے (یعنی خاوند خود اسے طلاق نہیں دیتا) تو اس عورت کو اسلامك سینٹر کا رخ کر کے اس معاملہ کو علماء کے سامنے رکھنا چاہیے تا کہ وہ شرعی اعتبار سے اس کو مکمل کریں.

سوم:

جب شرعی طور پر عورت کو طلاق ہو جائے تو اس صورت میں سات برس کی عمر تك بچے ماں کی پرورش میں رہیں گے؛ جب تك شادی نہ کر لے، اگر وہ شادی کر لے تو پھر اسے پرورش کا حق نہیں؛ کیونکہ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ ایك عورت نے آ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرا پیٹ میرے اس بیٹے کے لیے برتن تھا، اور میری چھاتی اس کا مشکیزہ، اور میری گود اس کے جائے امن تھی، اور اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی اور اب مجھ سے اسے بھی ہتھیانا چاہتا ہے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا:

" جب تك تم نکاح نہیں کر لیتی تم اس کی زیادہ حقدار ہو "

مسند احمد حدیث نمبر (6707) سنن ابو داود حدیث نمبر (2276) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داود میں اسے حسن قرار دیا ہے.

جب بچہ سات برس کا ہو جائے تو اسے والدین میں سے کسی ایك کو اختیار کرنے کا کہا جائیگا، وہ جسے اختیار کرے اس کے ساتھ جائیگا، لیکن اگر بچی ہو تو اس کے بارہ میں علماء کرام کا اختلاف ہے:

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اسے بھی اختیار حاصل ہوگا.

اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

بالغ ہونے یا شادی تک اس کی ماں زیادہ حقدار ہے.

امام مالك رحمہ اللہ کہتے ہیں:

شادی یا رخصتی ہونے تک ماں زیادہ حقدار ہے.

اور امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" باپ زیادہ حقدار ہے؛ کیونکہ اس کی حفاظت کے لیے باپ زیادہ اولی و بہتر ہے "

مزید آپ الموسوعة الفقهية (17 / 314) کا مطالعہ ضرور کریں.

یہ تو اس صورت میں ہے جب خاوند اور بیوی دونوں ہی پرورش کے اہل ہوں، لیکن اگر ان میں کوئی ایک بھی بچے کی پرورش کرنے کا اہل نہیں مثلا فاسق و فاجر ہے تو حق پرورش دوسرے کا ہوگا.

آپ کو چاہیے کہ اپنے ملك میں قابل اعتماد شرعی ادارے کے ذمہ داران کے سامنے اپنا مسئلہ پیش کریں تا کہ وہ آپ کے خاوند کی حالت پر غور کرے، اور بچے کی عمر دیکھ کر فیصلہ کرے کہ اس کی پرورش کا حقدار کون ہے.

واللہ اعلم .